ٱلۡحَآقَّةُ Al-Haaqqa

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

The Surah takes its name from the word *al-Haaqqah* with which it opens.

Period of Revelation

This is one of the earliest Surahs to be revealed at Makkah. Its subject matter shows that it was sent down at the time when opposition to the Prophet (peace upon be him) had started but had not yet become tyrannical. Musnad Ahmad contains a tradition from Umar, saying: Before embracing Islam one day I came out of my house with a view to causing trouble to the Prophet (peace upon be him), but he

had entered the Masjid al-Haram before me. When I arrived, I found that he was reciting Surah *Al-Haaqqah* in the Prayer. I stood behind him and listened. As he recited the Quran, I wondered at its literary charm and beauty. Then suddenly an idea came to my mind that he must be a poet as the Quraish alleged. Just at that moment he recited the words: This is the Word of an honorable Messenger: it is not the word of a poet. I said to myself: Then, he must be a soothsayer, if not a poet. Thereupon be recited the words: Nor is it the word of a soothsayer: little it is that you reflect. It is a Revelation from the Lord and Sustainer of the worlds. On hearing this Islam entered deep into my heart. This tradition of Umar shows that this Surah had been sent down long before his acceptance of Islam, for even after this event he did not believe for a long time, and he continued to be influenced in favor of Islam by different incidents from time to time, till at last in the house of his own sister he came by the experience that made him surrender and submit to the faith completely. (For details, see introduction to Aurah Maryam and Introduction to Surah Al-Waqiah).

Theme and Subject Matter

The first section (verses 1-37) is about the Hereafter and the second (verses 38-52) about the Quran's being a revelation from Allah and the Prophet's being a true Messenger (peace upon be him) of Allah.

The first section opens with the assertion that the coming of the Resurrection and the occurrence of the Hereafter is a truth which has to take place inevitably. Then in verses 4-

12, it has been stated that the communities that denied the Hereafter in the past became worthy of Allah's scourge ultimately. In verses 13-17 the occurrence of Resurrection has been depicted. In verses 18-37 the real object for which Allah has destined a second life for mankind after the present worldly life has been enunciated. In it we are told that on that Day all men shall appear in the court of their Lord, where no secret of theirs shall remain hidden, each man's record will be placed in his hand. Those who had spent lives in the world with the realization that one day they would have to render an account of their deeds before their Lord, and who had worked righteously in the world and provided beforehand for their well being in the Hereafter, will rejoice when they see that they have been acquitted and blessed with the eternal bliss of Paradise. On the contrary, those who neither recognized the rights of Allah, nor discharged the rights of people, will have no one to save them from the punishment of Allah, and they will be cast into Hell.

In the second section (verses 38-52) the disbelievers of Makkah have been addressed and told: You think this Quran is the word of a poet or soothsayer, whereas it is a Revelation sent dawn by Allah, which is being presented by the noble Messenger (peace upon be him). The Messenger (peace upon be him) by himself had no power to increase or decrease a word in it. If he forges something of his own composition into it, We will cut off his neck-vein (or heart-vein). For this is the truth absolute and pure and those who give it a lie, will have ultimately to regret and repent.

نام

سورت کے پہلے ہی لفظ کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول

یہ بھی مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے اور اس کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس زمانے میں نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت تو شروع ہو چکی تھی، مگر اس نے ابھی زیادہ شدت اختیار نہ کی تھی۔ مسند احمد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اسلام لانے سے پہلے ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے کے لیے گھر سے نکلا مگر آپ مجھ سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہو چکے تھے۔ میں پہنچا تو آپ نماز میں سورۃ الحاقہ پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور سننے لگا۔ قرآن کی شان کلام پر میں حیران ہو رہا تھا کہ میرے دل میں یکایک خیال آیا کہ یہ شخص ضرور شاعر ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں۔ فوراً ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے "یہ ایک رسول کریم کا قول ہے، کسی شاعر کا قول نہیں"

میں نے اپنے دل میں کہا شاعر نہیں تو پھر کاہن ہے۔ اسی وقت زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے "اور نہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو۔ یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے"

یہ سن کر اسلام میرے دل میں گہرا اتر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت ان کے قبول اسلام سے بہت پہلے نازل ہو چکی تھی، کیونکہ اس واقعے کے بعد بھی ایک مدت تک وہ ایمان نہیں لائے تھے اور وقتاً فوقتاً متعدد واقعات ان کو اسلام سے متاثر کرتے رہے تھے، یہاں تک کہ اپنی بہن کے گھر میں ان کے دل پر وہ آخری ضرب لگی جس نے ان کو ایمان کی منزل پر پہنچا دیا۔ (مزید دیکھیے: سورۂ مریم اور سورۂ واقعہ)

موضوع اور مضمون

اس کا پہلا رکوع آخرت کے بیان میں ہے، اور دوسرا رکوع قرآن کے مُنزَّل مِّنَ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے رسولِ برحق ہونے کے بارے میں ہے۔ پہلے رکوع کا آغاز اس بات سے ہوا ہے کہ قیامت کا آنا اور آخرت کا برپا ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جو ضرور پیش آ کر رہنی ہے۔ پھر آیت 4 سے 12 تک یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے جن قوموں نے بھی آخرت کا انکار کیا ہے وہ آخر کار خدا کے عذاب کی مستحق ہو کر رہی ہیں۔ اس کے بعد آیت 17 تک قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ وہ کس طرح برپا ہوگی۔ پھر آیت 18 سے 37 تک وہ اصل مقصد بیان کیا گیا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی موجودہ زندگی کے بعد نوعِ انسانی کے لیے ایک دوسری زندگی مقدر فرمائی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اس روز تمام انسان اپنے رب کی عدالت میں پیش ہوں گے جہاں ان کا کوئی راز چھپا نہ رہ جائے گا۔ ہر ایک کا نامۂ اعمال اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ جن لوگوں نے دنیا میں یہ سمجھتے ہوئے زندگی بسر کی تھی کہ ایک دن انہیں اپنے رب کو حساب دینا ہے، اور جنھوں نے دنیا کی زندگی میں نیک عمل کر کے اپنی آخرت کی بھلائی کے لیے پیشگی سامان کر لیا تھا، وہ اپنا حساب دیکھ کر خوش ہو جائیں گے اور انہیں جنت کا ابدی عیش نصیب ہوگا۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے نہ خدا کا حق مانا نہ بندوں کا حق ادا کیا، انہیں خدا کی پکڑ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور وہ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

دوسرے رکوع میں کفارِ مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ تم اس قرآن کو ایک شاعر اور کاہن کا کلام کہتے ہو، حالانکہ یہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے جو ایک رسولِ کریم کی زبان سے ادا ہو رہا ہے۔ رسول اس کلام میں اپنی طرف سے ایک لفظ گھٹانے یا بڑھانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اگر وہ اس میں اپنی من گھڑت کوئی چیز شامل کر دے تو ہم اس کی رگِ گردن (رگِ دل) کاٹ دیں۔ یہ ایک یقینی برحق کلام ہے اور جو لوگ اسے جھٹلائیں گے انہیں آخر کار پچھتانا پڑے گا۔

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.	اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
1. The inevitable reality. *1	ہو کر رہنے والی حقیقت۔*1	اَلۡحَآقَّۃُ ۙ﴿۱﴾

*1 The word *al-Haaqqah* as used in the text means an event

which has inevitably to take place and the occurrence of which in the future is so certain as to admit of no doubt or suspicion. To use this word for Resurrection and to begin the discourse with it by itself shows that the people were denying its occurrence. They are being told: That which you are denying is inevitable: your denial will not prevent its occurrence.

*1اصل میں لفظ الحاقہ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں وہ واقعہ جس کو لازماً پیش آکر رہنا ہے جس کا آنا برحق ہے، جس کے آنے میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ قیامت کے لیے یہ لفظ استعمال کرنا اور پھر کلام کا آغاز ہی اس سے کرنا خود بخود یہ ظاہر کرتا ہے کہ مخاطب وہ لوگ ہیں جو اُس کے آنے کو جھٹلا رہے تھے۔ اُن کو خطاب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ جس چیز کی تم تکذیب کر رہے ہو وہ ہونی شدنی ہے، تمہارے انکار سے اُس کا آنا رک نہیں جائے گا۔

2. What is the inevitable reality.	کیا ہے ہو کر رہنے والی حقیقت۔	مَا الۡحَآقَّةُ ۚ ﴿۲﴾
3. And what do you know what is the inevitable reality. *2	اور کیا معلوم ہے تمکو کیا ہے ہو کر رہنے والی حقیقت۔ *2	وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحَآقَّةُ ؕ ﴿۳﴾

*2 These two questions, one after the other, have been put to arouse the listeners, to make them understand the importance of the theme and listen to what follows with full attention.

*2یکے بعد دیگرے یہ دو سوالات سامعین کو چونکانے کے لیے کیے گئے ہیں تاکہ وہ بات کی اہمیت کو سمجھیں اور پوری توجہ کے ساتھ آگے کی بات سنیں۔

4. Denied Thamud *3 and Aad, the	جھٹلایا ثمود *3 اور عاد نے آپڑنے	كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَ عَادٌۢ

striking calamity. *4	*4 والے حادثے کو۔	بِالْقَارِعَةِ ﴿٤﴾

*3 As the disbelievers of Makkah denied Resurrection and took the news of its coming lightly, they have been warned at the outset, as if to say: Resurrection is inevitable: whether you believe in it or not, it will in any case take place. Then, they are told: It is not a simple and ordinary thing that a person accepts the news of the coming of an event or not, but it has a deep relationship with the morals of the nations and with their future. The history of the nations, which lived before you, testifies that the nation which refused to believe in the Hereafter and thought this worldly life only to be the real life and denied that man would have ultimately to render an account of his deeds before God, corrupted itself morally until the punishment of God overtook it and eliminated it from the world.

*3 کفارِ مکہ چونکہ قیامت کو جھٹلا رہے تھے اور اُس کے آنے کی خبر کو مذاق سمجھتے تھے اس لیے پہلے اُن کو خبردار کیا گیا کہ وہ تو ہونی شدنی ہے، تم چاہے مانو یا نہ مانو، وہ بہر حال آکر رہے گی۔ اس کے بعد اب اُن کو بتایا جارہا ہے کہ یہ معاملہ صرف اتنا سادہ سا معاملہ نہیں ہے کہ کوئی شخص ایک پیش آنے والے واقعہ کی خبر کو تسلیم کرتا ہے یا نہیں، بلکہ اس کا نہایت گہرا تعلق قوموں کے اخلاق اور پھر اُن کے مستقبل سے ہے۔ تم سے پہلے گزری ہوئی قوموں کی تاریخ شاہد ہے کہ جس قوم نے بھی آخرت کا انکار کر کے اسی دنیا کی زندگی کو اصل زندگی سمجھا اور اس بات کو جھٹلا دیا کہ انسان کو آخر کار خدا کی عدالت میں اپنا حساب دینا ہوگا، وہ سخت اخلاقی بگاڑ میں مبتلا ہوئی، یہاں تک کہ خدا کے عذاب نے آکر دنیا کو اس کے وجود سے پاک کر دیا۔

*4 The word *al-qariah* is derived from *qar*, which means to hammer, to beat, to knock and to strike one thing upon the other. This other word for Resurrection has been used to give an idea of its terror and dread.

*4اصل لفظ القارعہ ہے۔ قرع عربی زبان میں ٹھوکنے، کوٹنے، کھڑکھڑا دینے ، اور ایک چیز کو دوسری چیز پر مار دینے کے لیے بولا جاتا ہے۔ قیامت کے لیے یہ دوسرا لفظ اُس کی ہولناکی کا تصور دلانے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿٥﴾	سو رہے تو ثمود ہلاک کر دیئے گئے وہ ایک بڑی تباہی سے۔ *5	5. So as for Thamud, they were destroyed by a catastrophe. *5

*5 In Surah Al-Aaraf, Ayat 78, it has been called *ar-rajfah* (a terrible earthquake); in Surah Houd, Ayat 67 *as-sayhah* (a violent blast); in Surah HaMim As-Sajdah, Ayat 17, it has been said: They were overtaken by *saiqa-tul-adhab* (a humiliating scourge); and here the same punishment has been described as *at-taghiyah* (a violent catastrophe). These words describe different aspects of the same calamity.

*5سورہ اعراف، آیت ۷۸ میں اس کو اَلرَّجْفَہ (زبردست زلزلہ) کہا گیا ہے۔ سورہ ہود، آیت ۶۷ میں اس کے لیے اَلصَّیْحَہ (زور کے دھاکے) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ سورہ حٰم السجدہ، آیت ۱۷ میں فرمایا گیا ہے کہ ان کو صَاعِقَةُ الْعَذَابِ (عذاب کے کڑکے) نے آلیا۔ اور یہاں اُسی عذاب کو اَلطَّاغِیَہ (حد سے زیادہ سخت حادثہ) سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ یہ ایک ہی واقعہ کی مختلف کیفیات کا بیان ہے۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾	اور رہے عاد تو ہلاک کر دیئے گئے وہ ایسی ہوا سے جو تند و تیز طوفانی تھی۔	6. And as for Aad, they were destroyed by a wind, furious, roaring.
سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ	مسلط رکھا اس (اللہ) نے اسے	7. Which He (Allah) imposed

upon them seven nights and eight days continuously, so you would see the people therein lying fallen, as if they were trunks of palm trees, hollow.	ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل۔ توپھر دیکھتا ان لوگوں کو اس میں گرے ہوئے جیسے وہ تھے تنے کھجور کے کھوکھلے۔	وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۚ ﴿۷﴾
8. Then do you see of them any remnants.	پھر کیا دیکھتے ہو تم ان میں سے کسی کو باقی۔	فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾
9. And there came Pharaoh, and those before him, and the communities overturned with sins. *6	اور آیا فرعون اور جو تھے اس سے پہلے اور الٹی ہوئی بستیوں والے خطاؤں کے ساتھ۔ *6	وَ جَآءَ فِرْعَوْنُ وَ مَنْ قَبْلَهٗ وَ الْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۚ ﴿۹﴾

*6 The reference is to the towns and settlements of the people of the Prophet Lot (peace upon be him), about which it has been said in Surah Houd, Ayat 82 and Surah Al-Hijr, Ayat 74, We turned them upside down.

*6 مراد ہیں قوم لوط کی بستیاں جن کے متعلق سورہ ہود (آیت ۸۲) اور سورہ حجر (آیت ۷۴) میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ان کو تلپٹ کر کے رکھ دیا۔

10. So they disobeyed the messenger of	سو نافرمانی کی انہوں نے رسول کی اپنے رب کے تو اسنے پکڑا انکو	فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً

their Lord, so He seized them with a strong grip.	بڑی سخت گرفت میں ۔	۱۰
11. Indeed, when rose abnormally high the water, *7 We boarded you in the ship. *8	بلا شبہ جب طغیانی پر آیا پانی *7 تو ہم نے سوار کردیا تم کو کشتی میں ۔ *8	إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۙ ۱۱

*7 The illusion is to the deluge of the Prophet Noah (peace be upon him), in which a whole nation was drowned because of this very crime, and only those people were saved, who had listened to and obeyed the Messenger of Allah.

*7 اشارہ ہے طوفانِ نوح کی طرف جس میں ایک پوری قوم اسی خطائے عظیم کی بنا پر غرق کردی گئی اور صرف وہ لوگ بچا لیے گئے جنہوں نے اللہ کے رسول کی بات مان لی تھی ۔

*8 We boarded you: Because the whole human race that exists today has descended from the people who were boarded in the Ark thousands of years ago and thus saved from the deluge. It means: You exist in the world today because in that deluge Allah had caused only the infidels to be drowned and had saved the believers.

*8 اگرچہ کشتی میں سوار وہ لوگ کیے گئے تھے جو ہزاروں برس پہلے گزر چکے تھے، لیکن چونکہ بعد کی پوری انسانی نسل اُنہی لوگوں کی اولا دہے جو اُس وقت طوفان سے بچائے گئے تھے، اس لیے فرمایا کہ ہم نے تم کو کشتی میں سوار کرادیا۔ مطلب یہ ہے کہ تم آج دنیا میں اسی لیے موجود ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اُس طوفان میں صرف منکرین کو غرق کیا تھا اور ایمان لانے والوں کو بچا لیا تھا۔

12. That We might make it for you a reminder, and would be conscious of it the ears that are conscious. *9	تاکہ بنادیں ہم اسکو تمہارے لئے یاد دہانی اور یاد رکھیں اسے کان جو ہوں یاد رکھنے والے ۔ *9	لِنَجۡعَلَهَا لَكُمۡ تَذۡكِرَةً وَّتَعِيَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

*9 The conscious ears: the ears which may hear it consciously and take it in. Although the word ear has been used, it implies the hearers who may hear the event and always remember it, take heed from it, and may never forget what dreadful fate the deniers of the Hereafter and the disbelievers of the Messenger of God would ultimately suffer.

*9 یعنی وہ کان نہیں جو سنی ان سنی کر دیں اور جن کے پردے پر سے آواز اُچٹ کر گزر جائے، بلکہ وہ کان جو سنیں اور بات کو دل تک اتار دیں ۔ یہاں بظاہر کان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، مگر مراد ہیں سننے والے لوگ جو اس واقعہ کو سن کر اُسے یاد رکھیں، اُس سے عبرت حاصل کریں اور اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ آخرت کے انکار اور خدا کے رسول کی تکذیب کا انجام کیسا ہولناک ہوتا ہے ۔

13. Then, *10 when the trumpet is blown with one blast.	پھر *10 جب پھونک مار دی جائے گی صور میں ایک پھونک یک بارگی ۔	فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوۡرِ نَفۡخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ‏ ﴿۱۳﴾

*10 While reading the following verses one should keep in mind that at some places in the Quran the three stages of Resurrection which will occur one after the other at different times have been mentioned separately, and at others all the three have been combined and mentioned as a single event. For example, in Surah An-Naml, Ayat 87 the

first blowing of the Trumpet has been mentioned, when everyone will be suddenly struck with terror. At that time they will witness the general confusion and the upsetting of the order of the universe, as described in Surah Al-Hajj, Ayats 1-2; Surah YaSeen, Ayats 49-50 and Surah At-Takweer, Ayats 1-6. In Surah Az-Zumar, Ayats 67-70, mention has been made of the second and third blowing of the Trumpet. On the second blowing of it everyone will fall down dead, and when it is blown for the third time, all dead men will rise back to life and present themselves before Allah. In Surah TaHa, Ayats 102-112; Surah Al-Anbiya, Ayats 101-103; Surah YaSeen, Ayats 51-53 and Surah Qaf, Ayats 20-22, only the third sounding of the Trumpet has been mentioned. (For explanation, see E.N. 78 of Surah TaHa; E.N. 1 of Surah Al-Hajj; E.Ns 46, 47 of Surah YaSeen). But here and at many other places in the Quran all the events of Resurrection, from the blowing of the first Trumpet till the people's entry into Heaven and Hell have been described as a single event.

10*آگے آنے والی آیات کو پڑھتے ہوئے یہ بات نگاہ میں رہنی چاہیے کہ قرآن مجید میں کہیں تو قیامت کے تین مراحل الگ الگ بیان کیے گئے ہیں جو یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں پیش آئیں گے، اور کہیں سب کو سمیٹ کر پہلے مرحلے سے آخری مرحلے تک کے واقعات کو یکجا بیان کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ نمل آیت ۸۷ میں پہلے نفخ صور کا ذکر کیا گیا ہے جب تمام دنیا کے انسان یک لخت ایک ہولناک آواز سے گھبرا اٹھیں گے۔ اُس وقت نظام عالم کے درہم برہم ہونے کی وہ کیفیات اُن کی آنکھوں کے سامنے پیش آئیں گی جو سورہ حج آیات ۱۔۲، سورہ یٰس آیات ۴۹۔۵۰،اور سورہ تکویر آیات ۱۔۶ میں بیان ہوئی ہیں۔ سورہ زُمر آیات ۶۷ تا ۷۰ میں دوسرے اور تیسرے نفخ صور کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ایک نفخ پر سب

لوگ مر کر گر جائیں گے اور اس کے بعد جب پھر صور پھونکا جائے گا تو سب جی اٹھیں گے اور خدا کی عدالت میں پیش ہو جائیں گے۔ سورہ طٰہٰ آیات ۲۔۱ تا ۱۱۲، سورہ انبیاء آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳، سورہ یٰس آیات ۵۱ تا ۵۳، اور سورہ ق آیات ۲۰ تا ۲۲ میں صرف تیسرے نفخ صور کا ذکر ہے (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد سوم، طٰہٰ حاشیہ ۷۸۔ الحج، حاشیہ ۱۔ جلد چہارم، یٰس، حواشی ۴۶۔۴۷)۔ لیکن یہاں اور بہت سے دوسرے مقامات پر قرآن میں پہلے نفخ صور سے لے کر جنت اور جہنم میں لوگوں کے داخل ہونے تک قیامت کے تمام واقعات کو ایک ہی سلسلے میں بیان کر دیا گیا ہے۔

14. And shall be raised the earth and the mountains, then crushed with a single crushing.	اور اٹھا لئے جائیں گے زمین اور پہاڑ پھر توڑ پھوڑ کر دیئے جائیں گے ایک چوٹ میں۔	وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾
15. Then on that day will befall the event.	تو اس دن ہو پڑے گا واقعہ ۔	فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾
16. And will split asunder the heaven, that day it will be frail.	اور پھٹ جائے گا آسمان تو وہ ہو گا اس دن کمزور۔	وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾
17. And the angels will be on its edges. And shall be upholding the Throne of your Lord above them that day eight (angels). *11	اور فرشتے ہوں گے اسکے کناروں پر۔ اور اٹھائے ہونگے عرش تمہارے رب کا اپنے اوپر اسدن آٹھ (فرشتے)۔ *11	وَّ الْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؕ ﴿۱۷﴾

*11 This is an ambiguous verse the meaning of which is difficult to determine. We can neither know what the Throne is nor can understand what will be the nature of the eight angels upholding it on the Day of Resurrection. It is, however inconceivable that Allah Almighty would be sitting on the Throne and the eight angels would be upholding it along with Him. The verse also does not say that Allah at that time would be sitting on the Throne. Besides, the conception of God that the Quran gives also prevents one from imagining that the Being Who is free from physical existence as to body, direction and place, should be residing somewhere and His creatures should sustain Him. Therefore, pursuing any research to determine its meaning would be tantamount to disbelief. However, one should understand that in order to give an idea of Allah Almighty's rule and sovereignty, and of the matters associated with it, the same scene has been depicted by the Quran as of worldly kingship and the same terms have been used for it as are common for kingship and its accompaniments in order to enable us to understand matters pertaining to sovereignty of the universe to some extent only by means of this very scene and terms. All this is meant to bring the real Truth within human understanding; it is not, therefore, right to take it literally.

*11 یہ آیت متشابہات میں سے ہے جس کے معنی متعین کرنا مشکل ہے۔ ہم نہ یہ جان سکتے ہیں کہ عرش کیا چیز ہے اور نہ یہی سمجھ سکتے ہیں کہ قیامت کے روز آٹھ فرشتوں کے اس کو اٹھانے کی کیفیت کیا ہوگی۔ مگر یہ بات بہرحال قابل تصور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوگا اور آٹھ فرشتے اس کو عرش سمیت

اٹھائے ہوئے ہونگے۔ آیات میں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہوگا، اور ذات باری کا جو تصور ہم کو قرآن مجید میں دیا گیا ہے وہ بھی یہ خیال کرنے میں مانع ہے کہ وہ جسم اور جہت اور مقام سے منزّہ ہستی کسی جگہ متمکن ہو اور کوئی مخلوق اُسے اٹھائے۔ اس لیے کھوج کرید کرکے اس کے معنی متعین کرنے کی کوشش کرنا اپنے آپ کو گمراہی کے خطرے میں مبتلا کرنا ہے۔ البتہ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حکومت و فرمانروائی اور اس کے معاملات کا تصور دلانے کے لیے لوگوں کے سامنے وہی نقشہ پیش کیا گیا ہے جو دنیا میں بادشاہی کا نقشہ ہوتا ہے، اور اس کے لیے وہی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں جو انسانی زبانوں میں سلطنت اور اس کے مظاہر و لوازم کے لیے مستعمل ہیں، کیونکہ انسانی ذہن اسی نقشے اور انہی اصطلاحات کی مدد سے کسی حد تک کائنات کی سلطانی کے معاملات کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اصل حقیقت کو انسانی فہم سے قریب تر کرنے کے لیے ہے۔ اس کو بالکل لفظی معنوں میں لے لینا دُرست نہیں ہے۔

18. That Day you will be brought. Will not remain hidden your secret.	اس دن تم پیش کئے جاؤ گے۔ نہیں چھپا رہے گا تمہارا پوشیدہ راز ۔	يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾
19. Then as for him who is given his record in his right hand, *12 so he will say: "Take, read my record." *13	پس یہ کہ جس کو دیا جائے گا اسکا اعمال نامہ اسکے داہنے ہاتھ میں *12 تو وہ کہے گا کہ لو پڑھو میرا نامہ اعمال۔ *13	فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾

*12 The record's being given in the right hand will by itself show that the concerned person's account is clear and settled and he is appearing in the divine court as a righteous man and not as a culprit. It is probable that at

the time the records are distributed the righteous man himself will extend his right hand forward to receive his record. For on account of the good treatment that he would have received right from the moment of death till his appearance in the Plain of Assembly at Resurrection would have given him the satisfaction that he was there to be blessed and not to be punished. At many a place in the Quran it has been explicitly stated that right at death itself it becomes clear to every man whether he is entering the next world in a blessed or wretched state. Then from the moment of death till Resurrection the righteous man is treated like a guest and the evil man as a culprit under custody. After this, from the time the second life starts on the Day of Resurrection, the condition and state of the righteous is entirely different from the condition and state of the disbelievers, hypocrites and culprits. (For details, see Surah Al-Anfaal, Ayat 50; Surah An-Nahl, Ayats 28-32; Surah Bani Israil, Ayat 97; Surah TaHa, Ayats 102, 103, 124-126; Surah Al-Anbiya, Ayats 1-3; Surah Al-Furqan, Ayat 24; Surah An-Naml, Ayat 89; Surah Saba, Ayat 51; Surah YaSeen, Ayats 26-27; Surah Al-Momin, Ayats 45-46; Surah Muhammad, Ayat 27; Surah Qaf, Ayats 19-23 and the corresponding Notes.

12*سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال کا دیا جانا ہی ظاہر کر دے گا کہ اُس کا حساب بے باق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں مجرم کی حیثیت سے نہیں بلکہ صالح انسان کی حیثیت سے پیش ہو رہا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ اعمال ناموں کی تقسیم کے وقت صالح انسان خود سیدھا ہاتھ بڑھا کر اپنا نامہ اعمال لے گا، کیونکہ موت کے وقت سے میدانِ حشر میں حاضری تک اُس کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا ہوگا اس کی وجہ سے اس کو پہلے ہی یہ اطمینان

حاصل ہوچکا ہوگا کہ میں یہاں انعام پانے کے لیے پیش ہو رہا ہوں نہ کہ سزا پانے کے لیے۔ قرآن مجید میں یہ بات جگہ جگہ بڑی صراحت کے ساتھ بتائی گئی ہے کہ موت کے وقت ہی سے یہ بات انسان پر واضح ہوجاتی ہے کہ وہ نیک بخت آدمی کی حیثیت سے دوسرے عالم میں جا رہا ہے یا بدبخت آدمی کی حیثیت سے ۔ پھر موت سے قیامت تک نیک انسان کے ساتھ مہان کا سا معاملہ ہوتا ہے اور بد انسان کے ساتھ حوالاتی مجرم کا سا۔ اس کے بعد جب قیامت کے روز دوسری زندگی کا آغاز ہوتا ہے اسی وقت سے صالحین کی حالت و کیفیت کچھ اور ہوتی ہے اور کفار و منافقین اور مجرمین کی حالت و کیفیت کچھ اور (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد دوم، الانفال، آیت ۵۰۔ النحل، آیات ۲۸،۳۲، مع حاشیہ ۲۶۔ بنی اسرائیل، آیت ۹۷۔ جلد سوم، طٰہٰ، آیات ۱۰۲،۱۰۳،۱۲۴تا۱۲۶، مع حواشی ۷۹،۱۰۷، ۸۰ لانبیاء، آیت ۱۰۳، مع حاشیہ ۹۸۔الفرقان، آیت ۲۴، مع حاشیہ ۳۸۔ النمل، آیت ۸۹، مع حاشیہ ۱۰۹ام جلد چہارم، سبا، آیت ۵۱، مع حاشیہ ۷۲۔ یٰس، آیات ۲۶،۲۷، مع حواشی ۲۲۔۲۳۔المومن، آیات ۴۵،۴۶، مع حاشیہ ۶۳۔ جلد پنجم، محمد، آیت ۲۷ مع حاشیہ ۳۷۔ق، آیات ۱۹تا۲۳۔ مع حواشی ۲۲،۲۳،۲۵)۔

*13 That is, he will be overjoyed as soon as he receives his record and will show it to his companions. In Surah Al-Inshiqaq, Ayat 9, it has been said: He will return to his kinsfolk rejoicing.

*13 یعنی نامہ اعمال ملتے ہی وہ خوش ہو جائے گا اور اپنے ساتھیوں کو دکھائے گا۔ سورہ انشقاق، آیت ۹ میں بیان ہوا ہے کہ "وہ خوش خوش اپنے لوگوں کی طرف پلٹے گا۔

اِنِّیۡ ظَنَنۡتُ اَنِّیۡ مُلٰقٍ حِسَابِیَهۡ ﴿۲۰﴾	بلاشبہ مجھے یقین تھا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب۔ *14	20. “Indeed, I was certain that I would meet my reckoning.” *14

*14 That is, he was fortunate because he had been conscious of the Hereafter in the world and had lived his life with the belief that he would have to appear before God

one day and render his account to Him.

*14 یعنی وہ اپنی خوش قسمتی کی وجہ یہ بتائے گا کہ وہ دنیا میں آخرت سے غافل نہ تھا بلکہ یہ سمجھتے ہوئے زندگی بسر کرتا رہا کہ ایک روز اُسے خدا کے حضور حاضر ہونا اور اپنا حساب دینا ہے۔

21. So he will be in a life of bliss.	پس وہ ہوگا زندگی میں دل پسندیدہ۔	فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ ﴿۲۱﴾
22. In a garden elevated.	جنت میں اعلیٰ درجہ کی۔	فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ ﴿۲۲﴾
23. The fruits whereof hanging near.	جس کے میوے قریب جھکے ہوئے۔	قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾
24. Eat and drink at ease for that which you have sent before in the days of the past.	کھاؤ اور پیو مزے سے اسکے عوض جو تم آگے بھیج چکے ہو ایام گذشتہ میں۔	كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾
25. And as for him who is given his record in his left hand, *15 he will say: "Would that I had not been given my record." *16	اور یہ کہ وہ جس کو دیا جائے گا اسکا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں *15 تو وہ کہے گا اے کاش نہ دیا جاتا مجھ کو میرا اعمال نامہ۔ *16	وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ ﴿۲۵﴾

*15 In Surah Al-Inshiqaq it has been said: And the one whose record is given him behind his back. Probably it will be like this: As the culprit would already be knowing that he was a culprit, and would be aware of what his record contained, he would dejectedly extend his left hand forward

to receive it, and then would immediately hide it behind his back so that no one else saw what he had received.

15*سورہ انشقاق میں فرمایا گیا ہے "اور جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا"۔ غالباً اس کی صورت یہ ہوگی کہ مجرم کو چونکہ پہلے ہی سے اپنے مجرم ہونے کا علم ہو گا اور وہ جانتا ہو گا کہ اس نامہ اعمال میں اس کا کیا کچھا چٹھا درج ہے، اس لیے وہ نہایت بددلی کے ساتھ اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر اُسے لے گا اور فوراً پیٹھ کے پیچھے چھپا لے گا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے۔

*16 That is, I should not have been given this record in the Plain of Assembly and thus publicly disgraced before all mankind, but should have been awarded secretly whatever punishment I deserved.

16*یعنی مجھے یہ نامہ اعمال دے کر میدان حشر میں اعلانیہ سب کے سامنے ذلیل و رسوا نہ کیا جاتا اور جو سزا بھی دینی تھی دے ڈالی جاتی۔

26. “And that I had never known what was my account.” *17	اور نہ ہی مجھے معلوم ہوتا کہ کیا ہے میرا حساب۔ *17	وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾

*17 That is, I should not have been told what I had done in the world. Another meaning of this verse can also be: I never knew what an account was: I never had imagined that one day I would also have to render my account and that all my deeds would be presented before me."

17*یعنی مجھے نہ بتایا جاتا کہ میں دنیا میں کیا کچھ کر کے آیا ہوں۔ دوسرا مطلب اس آیت کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے کبھی یہ نہ جانا تھا کہ حساب کیا بلا ہوتی ہے، مجھے کبھی یہ خیال تک نہ آیا تھا کہ ایک دن مجھے اپنا حساب بھی دینا ہوگا اور میرا سب کیا کرایا میرے سامنے رکھ دیا جائے گا۔

27. “Would that, it had been the	اے کاش کر چکی ہوتی (موت)	يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ

decisive (death).” *18	میرا کام تمام *18 ۔	ۚ ﴿٢٧﴾

*18 That is, I should have become extinct after death in the world and should have experienced no other life after death.

*18 یعنی دنیا میں مرنے کے بعد میں ہمیشہ کے لیے معدوم ہوگیا ہوتا اور کوئی دوسری زندگی نہ ہوتی۔

28. “Has not availed me my wealth.”	نہیں کام آیا میرے میرا مال۔	مَآ اَغۡنٰى عَنِّىۡ مَالِيَهۡ ۚ ﴿٢٨﴾
29. “Gone from me is my authority.” *19	جاتا رہا مجھ سے میرا اقتدار۔ *19	هَلَكَ عَنِّىۡ سُلۡطٰنِيَهۡ ۚ ﴿٢٩﴾

*19 The word *sultan* of the text is used both for an argument and for power and authority. If it is taken in the sense of an argument, the meaning would be: The arguments that I used to give would not work here. Here, I have no argument which I can present in self-defense. And if it is taken in the sense of power, it would imply: The power of which I was so proud in the world is no more. I have no army here and there is none to obey me. I stand as a miserable helpless creature, who can do nothing to defend himself.

*19 اصل الفاظ ہیں هَلَكَ عَنِّىۡ سُلۡطٰنِيَهۡ۔ سلطان کا لفظ دلیل وحجت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور
اقتدار کے لیے بھی۔ اگر اُسے دلیل وحجت کے معنیٰ میں لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جو دلیل بازیاں میں کیا
کرتا تھا وہ یہاں نہیں چل سکتیں، میرے پاس اپنی صفائی میں پیش کرنے کے لیے اب کوئی حجت نہیں
رہی۔ اور اقتدار کے معنیٰ میں لیا جائے تو مراد یہ ہوگی کہ دنیا میں جس طاقت کے بل بوتے پر میں اکڑتا تھا وہ

یہاں ختم ہوچکی ہے۔ اب یہاں کوئی میرا لشکر نہیں، کوئی میرا حکم ماننے والا نہیں، میں ایک بے بس اور لاچار بندے کی حیثیت سے کھڑا ہوں جو اپنے دفاع کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔

30. Seize him then shackle him.	پکڑ لو اسے پس طوق پہنا دو اسکو۔	خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾
31. Then into Hell cast him.	پھر دوزخ میں جھونک دو اسے۔	ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾
32. Then in a chain whereof the length is seventy cubits, fasten him.	پھر ایک زنجیر میں جس کی لمبائی ستر گز ہے سو جکڑ دو اسے۔	ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾
33. Indeed, he used not to believe in Allah, the Most High.	بیشک یہ ایمان نہ لاتا تھا اللہ پر جو عظیم ہے۔	اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾
34. Nor did he encourage for the feeding of the needy. *20	اور نہ ترغیب دیتا تھا کھانا کھلانے کی فقیر کو۔ *20	وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾

*20 That is, not to speak of feeding a poor man himself, he did not even like to say to others that they should feed the hungry.

*20 یعنی خود کسی غریب کو کھانا کھلانا تو درکنار، کسی سے یہ کہنا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ خدا کے بھوکے بندوں کو روٹی دے دو۔

35. So there is not for him this day here any devoted friend.	سو نہیں اس کا آج یہاں کوئی جگری دوست۔	فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾

36. Nor any food except from the discharge of wounds.	اور نہ کوئی کھانا سوائے زخموں کی دھوون کے۔	وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِيۡنٍ ۙ ﴿۳۶﴾
37. None will eat it except the sinners.	نہیں کھائے گا جس کو سوائے گنہگاروں کے۔	لَّا يَاۡكُلُهٗۤ اِلَّا الۡخٰطِئُوۡنَ ﴿۳۷﴾
38. Not so, *21 I swear by that which you see.	پس نہیں *21۔ قسم کھاتا ہوں میں اس کی جو تم دیکھتے ہو۔	فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ ۙ ﴿۳۸﴾

*21 That is, the truth is not as you think it to be.

21*یعنی تم لوگوں نے جو کچھ سمجھ رکھا ہے بات وہ نہیں ہے۔

39. And that which you do not see.	اور اس کی جو نہیں تم دیکھتے۔	وَمَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۙ ﴿۳۹﴾
40. Indeed this (Quran) is the word (conveyed) by a noble Messenger. *22	بیشک یہ (قرآن) قول ہے (پہنچایا ہوا) ایک معزز رسول کا۔ *22	اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ۚ ۙ ﴿۴۰﴾

*22 Here, "a noble Messenger" implies the Prophet Muhammad (peace be upon him) and in Surah At-Takweer, Ayat 19. the angel Gabriel, the argument being that after describing the Quran as the word of an honorable Messenger, it has been said: It is not the word of a poet nor of a soothsayer, and obviously the disbelievers of Makkah branded the Prophet Muhammad (peace be upon him) and not Gabriel as a poet and soothsayer. On the contrary, in Surah At-Takweer, after describing the Quran

as the word of “a noble messenger” it has been said: That Messenger has great power, and has high ranks with the Owner of the Throne: there he is obeyed and held as trustworthy. And Muhammad (peace be upon him) has seen him on the bright horizon. (verses 20-23). Almost the same thing has been stated in Surah An-Najm, Ayats 5-10 about Gabriel. Here, the question arises; In what sense has the Quran been described as the word of Muhammad (peace be upon him) and of Gabriel. The answer is: the people were hearing it being recited by the tongue of the Prophet (peace be upon him) and the Prophet (peace be upon him) by the tongue of Gabriel. Thereupon, in one way it was the word of the Prophet (peace be upon him) and in another way of Gabriel, but a little below it has been explicitly stated: It is indeed a Revelation from the Lord of the worlds, which is being presented before Muhammad (peace be upon him) by the tongue of Gabriel and before the people by the tongue of Muhammad (peace be upon him). The word Messenger itself points to the truth that the word belongs to neither of them but they have presented it as Messengers of the One Who has sent it down.

22*یہاں رسولِ کریم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سورہ تکویر(آیت ١٩) میں اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں قرآن کو رسولِ کریم کا قول کہنے کے بعد فرمایا گیا ہے کہ یہ کسی شاعر یا کاہن کا قول نہیں ہے ، اور ظاہر ہے کہ کفارِ مکہ جبریلؑ کو نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور کاہن کہتے تھے۔ بخلاف اس کے سورہ تکویر میں قرآن کو رسولِ کریم کا قول کہنے کے بعد فرمایا گیا ہے کہ وہ رسول بڑی قوت والا ہے، صاحبِ عرش کے ہاں بلند مرتبہ رکھتا ہے، وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے ، وہ

امانت دار ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو روشن اُفق پر دیکھا ہے۔ قریب قریب یہی مضمون سورہ نجم آیات ۵ تا ۱۰ میں جبریل علیہ السلام کے متعلق بیان ہوا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل کا قول کس معنی میں کہا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ اس کو حضورؐ کی زبان سے اور حضورؐ اسے جبریلؑ کی زبان سے سن رہے تھے، اس لیے ایک لحاظ سے یہ حضورؐ کا قول تھا اور وہ دوسرے لحاظ سے جبریلؑ کا قول، لیکن آگے چل کر یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ فی الاصل یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبریل کی زبان سے، اور لوگوں کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا ہورہا ہے۔ خود رسول کا لفظ بھی اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ یہ ان دونوں کا اپنا کلام نہیں ہے بلکہ پیغام بر ہونے کی حیثیت سے انہوں نے اس کو پیغام بھیجنے والے کی طرف سے پیش کیا ہے۔

41. And it is not the word of a poet. Little it is that you believe. *23	اور نہیں ہے یہ کلام کسی شاعر کا ۔ بہت کم ہے جو تم ایمان لاتے ہو۔ *23	وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

*23 One meaning of “little it is that you believe”, according to Arabic idiom, can be: You do not believe it at all. Another meaning also can be: Hearing the Quran your heart sometimes itself cries out: This cannot be mortal word. Yet you behave stubbornly and refuse to believe in it.

*23 ”کم ہی ایمان لاتے ہو“ کا ایک مطلب عربی محاورے کے مطابق یہ ہو سکتا ہے کہ تم ایمان نہیں لاتے ۔ اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کو سن کر کسی وقت تمہارا دل خود پکار اُٹھتا ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہو سکتا، مگر پھر تم اپنی ضد پر اڑ جاتے اور اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہو۔

42. Nor the word of a soothsayer.	اور نہ قول ہے کسی کاہن کا ۔	وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا

تَذَكَّرُوۡنَ ؕ ﴿۴۲﴾	بہت ہی کم ہے جو تم غوروفکر کرتے ہو۔	Little it is that you ponder.
تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۳﴾	نازل کیا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے۔ *24	43. It is a revelation from the Lord of the worlds. *24

*24 In short: I swear by whatever you see and by whatever you do not see that this Quran is not the word of a poet or a soothsayer, but it is a revelation from the Lord of the worlds, which is being presented by the Messenger (peace be upon him) who is noble and gentle. Let us now consider in what sense this oath has been sworn. That which was visible to the people was.

(1) This Word was being presented by a person who being noble and gentle was not hidden from anybody in the society of Makkah. Everyone knew that he was the best man of their nation in conduct. It could not be expected of such a man that he would forge a lie and attribute it to Allah, Lord of the worlds.

(2) They also saw clearly that he had no selfish motive in presenting that word before the people, but had rather sacrificed all His personal interests to it. He had ruined his business, he had abandoned every ease and comfort, he was being cursed and abused by the same people who had shown him the highest veneration and esteem and had caused even his family and children to be subjected to these agonies besides himself. A person having selfish motives could not have submitted himself to such tribulations.

(3) They could also see that the lives of the people in their

own society, who believed in him, underwent a sudden transformation. The word of no poet or soothsayer has been known to have brought about such a wonderful moral change in the people that his follower should become ready to face every hardship and bear up against every persecution for his sake.

(4) They were also not unaware of the language of poetry and the diction of the soothsayers. Apart from stubborn disbelievers, no one could say that the language of the Quran was the language of poetry or sorcery. (For a detailed discussion of this, see E.N. 7 of Surah Al-Anbiya, E.Ns 142-145 of Surah Ash-Shuara, E.N. 22 of Surah At-Toor).

(5) This also was before their eyes that no one in entire Arabia was so eloquent of speech that his word could be brought to match with the Quran. Not to speak of equaling it, not even the greatest poet's eloquence could even approach anywhere near that of Quran.

(6) This was also not hidden from them that the language used by Muhammad (peace be upon him) himself was very different in its literary beauty and merit from the language of the Quran. No Arabic speaking person could, after hearing the Prophet's (peace be upon him) own speech, and the Quran, say that both emanated from one and the same person.

(7) The people of Makkah had never heard, even until a day before Muhammad (peace be upon him) made the claim to Prophethood, anything relating to the themes that the Quran consisted of, nor they knew that he had any

means of obtaining that knowledge and information. That is why even if his opponents alleged that he obtained that information secretly from somewhere, no one in Makkah was prepared to believe it. (For explanation, see E.N. l07 of Surah An-Nahl and E.N. 12 of Surah Al-Furqan).

(8) They could also see the wonderful workshop of existence, from the earth to the heavens, which was functioning before their eyes, and in which they could see a supreme, wise law and an all-pervading order and system at work. In it they could see no sign and evidence of the polytheism and denial of the Hereafter, which the Arabs had adopted as their creed, but there were signs and proofs of the existence of One God and of the truth of the Hereafter which the Quran was presenting.

All this they could see, and what they did not see was: Allah Almighty alone is the Creator and Master and Ruler of this universe: all others are only creatures: none beside Him is God. Resurrection has to take place inevitably; Muhammad (peace be upon him) has really been appointed a Messenger by Allah Himself Who is sending down the Quran to him. An oath has been sworn by both truths to affirm that which has been stated in the preceding verses.

24*"حاصلِ کلام یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں نظر آتا ہے اور جو کچھ تم کو نظر نہیں آتا، اُس سب کی قسم میں اس بات پر کھاتا ہوں کہ یہ قرآن کسی شاعر یا کاہن کا کلام نہیں ہے بلکہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے جو ایک ایسے رسول کی زبان سے ادا ہو رہا ہے جو کریم (نہایت معزز اور شریف) ہے۔ اب دیکھیے کہ یہ قسم کس معنی میں کھائی گئی ہے۔ جو کچھ لوگوں کو نظر آ رہا تھا وہ یہ تھا کہ:

(ا) اس کلام کو ایک ایسا شخص پیش کر رہا تھا جس کا شریف النفس ہونا مکہ کے معاشرے میں کسی سے چھپا

ہوا نہ تھا۔ سب جانتے تھے کہ اخلاقی حیثیت سے یہ اُن کی قوم کا بہترین آدمی ہے۔ ایسے شخص سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ اتنا بڑا جھوٹ لے کر اٹھ کھڑا ہو گا کہ خدا پر بہتان باندھے اور اپنے دل سے ایک بات گھڑ کر اُسے خداوندِ عالم کی طرف منسوب کر دے۔

(۲) وہ یہ بھی اعلانیہ دیکھ رہے تھے کہ اس کلام کو پیش کرنے میں اپنا کوئی ذاتی مفاد اُس شخص کے پیشِ نظر نہیں ہے، بلکہ یہ کام کر کے تو اُس نے اپنے مفاد کو قربان کر دیا ہے۔ اپنی تجارت کو برباد کیا۔ اپنے عیش و آرام کو تج دیا۔ جس معاشرے میں اسے سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا تھا، اُسی میں گالیاں کھانے لگا۔ اور نہ صرف خود بلکہ اپنے بال بچوں تک کو ہر قسم کے مصائب میں مبتلا کر لیا۔ ذاتی مفاد کا خواہشمند ان کانٹوں میں اپنے آپ کو کیوں ڈال دیتا؟

(۳) اُن کی آنکھیں یہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ اُنہی کے معاشرے میں سے جو لوگ اُس شخص پر ایمان لا رہے تھے ان کی زندگی میں یک لخت ایک انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔ کسی شاعر یا کاہن کے کلام میں یہ تاثیر آخر کب دیکھی گئی ہے کہ وہ لوگوں میں ایسی زبردست اخلاقی تبدیلی پیدا کر دے اور اس کے ماننے والے اُس کی خاطر ہر طرح کے مصائب و آلام برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جائیں؟

(۴) اُن سے یہ بات بھی چھپی ہوئی نہ تھی کہ شعر کی زبان کیا ہوتی ہے اور کاہنوں کا کلام کیسا ہوتا ہے۔ ایک ہٹ دھرم آدمی کے سوا کون یہ کہہ سکتا تھا کہ قرآن کی زبان شاعری یا کہانت کی زبان ہے (اس پر مفصل بحث ہم تفہیم القرآن، جلد سوم، الانبیاء، حاشیہ ۷۔ جلد چہارم، الشعراء، حواشی ۱۴۲ تا ۱۴۵۔ اور جلد پنجم، الطور حاشیہ ۲۲ میں کر چکے ہیں۔

(۵) یہ بات بھی اُن کی نگاہوں کے سامنے تھی کہ پورے عرب میں کوئی شخص ایسا فصیح و بلیغ نہ تھا جس کا کلام قرآن کے مقابلے میں لایا جا سکتا ہو۔ اُس کے برابر تو درکنار، اس کے قریب تک کسی کی فصاحت و بلاغت نہیں پہنچتی تھی۔

(٦) ان سے یہ بات بھی پوشیدہ نہ تھی کہ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان بھی اپنی ادبی شان کے لحاظ سے قرآن کی ادبی شان سے بہت مختلف تھی۔ کوئی اہل زبان حضورؐ کی اپنی تقریر، اور قرآن کو سن کر یہ نہیں کہہ

سکتا تھا کہ یہ دونوں ایک ہی شخص کے کلام ہیں۔

(۷) قرآن جن مضامین اور علوم پر مشتمل تھا، دعوائے نبوت سے ایک دن پہلے تک بھی مکہ کے لوگوں نے کبھی وہ باتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نہ سنی تھیں، اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ان معلومات کے حصول کا کوئی ذریعہ آپ کے پاس نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آپ کے مخالفین اگر یہ الزامات لگاتے بھی تھے کہ آپ کہیں سے خفیہ طریقے پر یہ معلومات حاصل کرتے ہیں تو مکہ میں کوئی شخص اُن کو باور کرنے کے لیے تیار نہ ہوتا تھا (اس کی تشریح ہم تفہیم القرآن جلد دوم، النحل حاشیہ ۱۰۷، اور جلد سوم، الفرقان، حاشیہ ۱۲ میں کر چکے ہیں)۔

(۸) زمین سے لے کر آسمان تک اس عظیم الشان کارخانہ ہستی کو بھی وہ اپنی آنکھوں سے چلتا ہوا دیکھ رہے تھے جس میں ایک زبردست حکیمانہ قانون اور ہمہ گیر نظم و ضبط کارفرما نظر آرہا تھا۔ اس کے اندر کہیں اُس شرک اور انکارِ آخرت کے لیے کوئی شہادت نہیں پائی جاتی تھی جس کے اہلِ عرب معتقد تھے، بلکہ ہر طرف توحید اور آخرت ہی کی صداقت کے شواہد ملتے تھے جسے قرآن پیش کر رہا تھا۔

یہ سب کچھ تو دیکھ رہے تھے۔ اور جو کچھ وہ نہیں دیکھ رہے تھے وہ یہ تھا کہ فی الواقع اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق و مالک اور فرمانروا ہے، کائنات میں سب بندے ہی بندے ہیں، خدا اُس کے سوا کوئی نہیں ہے، قیامت ضرور برپا ہونے والی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعی اللہ تعالیٰ ہی نے اپنا رسول مقرر کیا ہے، اور اُن پر اللہ ہی کی طرف سے یہ قرآن نازل ہو رہا ہے۔ ان دونوں قسم کے حقائق کی قسم کھا کر وہ بات کہی گئی ہے جو اوپر کی آیات میں ارشاد ہوئی ہے۔

44. And if he (the prophet) had forged about Us some saying.	اور اگر یہ (پیغمبر) بنا لاتا ہماری نسبت بعض باتیں۔	وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِۙ ﴿۴۴﴾
45. We would certainly have	تو ضرور پکڑ لیتے ہم اس کو داہنے ہاتھ	لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِۙ ﴿۴۵﴾

seized him by the right hand.	کی طرف سے۔	
46. Then We would certainly have severed his life-artery.	پھر ضرور کاٹ ڈالتے ہم اس کی شہ رگ۔	ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ ۖ ﴿۴۶﴾
47. Then not any one of you could have held (Us) off from him. *25	پھر نہ تم میں سے کوئی ہوتا (ہمیں) روکنے والا اس سے *25 ۔	فَمَا مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡهُ حٰجِزِيۡنَ ﴿۴۷﴾

*25 The object is to impress the point that the Prophet (peace be upon him) has no authority whatsoever to make any change in the revelation. If he did so, he would be severely punished. The style depicts the prompt and quick action of a king who strikes off the head of an official, holding him by the hand, if he commits a forgery in his name. Some people have misconstrued this verse to mean that if the heart-vein or neck-vein of an impostor is not immediately severed by Allah, it would be a proof that he was a true prophet, whereas in this verse what has been said is about a true prophet and not about the impostors. Same impostors have even claimed to be God and have thrived and lived long lives in the world, so it could not be a proof of the truth of their claim. For a full discussion of this question, see E.N. 23 of Surah Younus.

*25اصل مقصود یہ بتانا ہے کہ نبی کو اپنی طرف سے وحی میں کوئی کمی بیشی کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا کرے تو ہم اس کو سخت سزا دیں۔ مگر اس بات کو ایسے انداز سے بیان کیا گیا ہے جس سے آنکھوں

کے سامنے یہ تصویر آجاتی ہے کہ ایک بادشاہ کا مقرر کردہ افسر اُس کے نام سے کوئی جعلسازی کرے تو بادشاہ
اس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کا سر قلم کر دے۔ بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ غلط استدلال کیا ہے کہ جو شخص بھی
نبوت کا دعوٰی کرے، اُس کی رگِ دل یا رگِ گردن اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً نہ کاٹ ڈالی جائے تو یہ اُس
کے نبی ہونے کا ثبوت ہے۔ حالانکہ اس آیت میں جو بات فرمائی گئی ہے وہ سچے نبی کے بارے میں ہے،
نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے بارے میں نہیں ہے۔ جھوٹے مدعی تو نبوت ہی نہیں خدائی تک کے
دعوے کرتے ہیں اور زمین پر مدتوں دندناتے پھرتے ہیں۔ یہ اُن کی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس
مسئلے پر مفصل بحث ہم تفہیم القرآن، جلد دوم، تفسیر سورہ یونس حاشیہ ۲۳ میں کر چکے ہیں۔

48. And indeed, it (the Quran) is a reminder for the righteous. *26	اوربیشک یہ (قران) ایک نصیحت ہے پرہیزگاروں کیلئے۔ *26	وَ اِنَّهٗ لَتَذۡكِرَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۸﴾

*26 That is, the Quran is an admonition for those who wish to avoid wrongdoing and its evil consequences. (For explanation, see E.N. 3 of Surah Al-Baqarah).

*26 یعنی قرآن اُن لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو غلط روی اور اُس کے بُرے نتائج سے بچنا چاہتے ہیں
(تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، البقرہ، حاشیہ ۳)۔

49. And indeed, We know that among you are those who deny.	اوربیشک ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے جھٹلانے والے ہیں۔	وَ اِنَّا لَنَعۡلَمُ اَنَّ مِنۡكُمۡ مُّكَذِّبِيۡنَ ﴿۴۹﴾
50. And indeed, it is an anguish for the disbelievers. *27	اور بیشک یہ ہے موجب حسرت کافروں کے لئے۔ *27	وَاِنَّهٗ لَحَسۡرَةٌ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۵۰﴾

*27 That is, they will ultimately have to despair and regret as to why they had rejected this Quran.

27*یعنی آخر کار انہیں اس بات پر پچھتانا پڑے گا کہ انہوں نے کیوں اس قرآن کی تکذیب کی۔

51. And indeed, it is the truth with certainty.	اور بیشک یہ ہے حق یقینی طور پر۔	وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الۡيَقِيۡنِ ﴿۵۱﴾
52. So, glorify the name of your Lord, the Great.	سو تسبیح کرو نام کی اپنے رب کے جو عظیم ہے۔	فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ﴿۵۲﴾